[illegible]

خودکشی

اسباب اور تدارک

تالیف

مولانا محب احمد قادری علیمی

[illegible]

[illegible]

ناشر

قادری کتاب گھر

سپر مارکیٹ [illegible] بستی

جملہ حقوق بہ حق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: خودکشی اسباب اور تدارک

مؤلف: مولانا محب احمد قادری علیمی

استاذ دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی

کمپوزنگ: مولانا غلام غوث طرب علیمی

سن اشاعت: ۱۴۴۲ھ/۲۰۲۰ء

ناشر: قادری کتاب گھر، سپر مارکیٹ ٹاؤن کلب پکہ بازار بستی

صفحات: ۴۸

طباعت بہ اہتمام: (مولانا حافظ افتخار احمد نظامی) خان پرنٹرس، کوتوالی روڈ، بستی

مندرجات

مضامین	صفحہ نمبر
شرف انتساب	5
اپنی بات	6
تقریظ	9
خودکشی اور قرآن	11
خودکشی اور احادیث طیبہ	13
خودکشی کا اثر دوسروں پر	15
خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ کا حکم	16
خودکشی کے اسباب اور محرکات	17
تناؤ اور مقصد میں ناکامی	18
گھریلو نااتفاقی	23
ماں باپ کے حقوق	24
شوہر کے حقوق	25
بیوی کے حقوق	26
بچوں کے حقوق	28
غربت وتنگ دستی	30
فقر وتنگ دستی اور قرآن	30

فقر وتنگ دستی اور احادیث رسول	32
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا عالم غربت	33
ہنسی مذاق	35
قرآن پاک میں مذاق کی ممانعت	35
احادیث طیبہ میں مذاق کی ممانعت	37
بیماری اور مصیبت سے رستگاری	39
مصیبت پر صبر کا اجر قرآن کی روشنی میں	41
صبر اور ارشادات رسول	42
مروجہ جہیز	44
جہیز قرآن کی نگاہ میں	44
جہیز کی شرعی حیثیت	46
جہیز کے نقصانات	47
جہیز کی روک تھام کے لیے کچھ تجاویز	48

شرفِ انتساب

میری یہ حقیر کاوش ''کرونا وبا'' کی وجہ سے ملک میں ہونے والے لاک ڈاؤن کے دوران دنیا سے رخصت ہونے والے جماعت اہل سنّت کے تمام علما، مشائخ اور دانشوروں کے نام

اور

خصوصیت کے ساتھ معین العلما حضرت علامہ معین الحق علیمی نور اللہ مرقدہٗ سابق صدر اعلیٰ دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی کے نام جنہوں نے ایک دفعہ ماہ نامہ ''پیام حرم'' کے لیے برابر لکھنے کی ترغیب دیتے ہوئے مجھ سے فرمایا تھا کہ مولانا! تحریر میں محنت کیجیے اگر تحریر درست ہوگئی تو تقریر اپنے آپ درست ہو جائے گی علامہ مرحوم کا یہ جملہ مجھے آج بھی کچھ نہ کچھ لکھنے کے لیے مہمیز کرتا رہتا ہے۔

نیاز کیش

محب احمد قادری علیمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اپنی بات

کرونا وائرس کے بڑھتے ہوئے اثرات کی وجہ سے مارچ ۲۰۲۰ء میں ملک میں لاک ڈاؤن کے اعلان سے ایک ماہ پیشتر ایک دن علیمی لائبریری میں دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی کا علمی، دینی اور دعوتی ترجمان ماہ نامہ ”اہل سنّت“ شمارہ جولائی ۲۰۰۶ء (جو بعد میں پیام حرم کے نام سے موسوم ہوا) نظر سے گزرا، اُس میں میرا ایک مختصر مضمون بہ نام ”خودکشی اور اسلام“ شائع ہوا تھا، ۱۴؍سال پہلے لکھے گئے اس مضمون کا داعیہ معاشرے میں خودکشی کا بڑھتا ہوا رجحان تھا اور اب چودہ سال بعد اس رجحان میں کافی تیزی آگئی ہے اس لیے ضرورت محسوس ہوئی کہ اس مختصر مضمون کو قدرے مفصل کر کے کتابی شکل دے دی جائے چناں چہ اسی دن سے اس پر کام شروع کر دیا تقریباً ایک مہینہ کی محنت کے بعد جب یہ کتاب کمپوزنگ کے مرحلے سے گزر کر غلطیوں کے اصلاح کی پوزیشن میں آئی تو لاک ڈاؤن کا اعلان ہو گیا اور اس طرح سے اس کام کو کرونا کا گھن لگ گیا اور تین مہینے سے زیادہ کا عرصہ گزرنے کے بعد دوبارہ کام شروع ہوا۔

زیرِ نظر کتاب کی تیاری کے سلسلے میں جب میں نے اپنے انتہائی کرم فرما مخلص اور مہربان استاذ نمونۂ اسلاف حضرت علامہ فروغ احمد مصباحی اعظمی صاحب قبلہ مدظلہ العالی سابق صدر المدرسین دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی شیخ الحدیث دارالعلوم مدینۃ العربیہ دوست پور ضلع سلطان پور سے مشورہ کیا تو حضرت نے نہ صرف خوشی کا اظہار فرمایا بلکہ ڈھیروں دعاؤں سے نوازا، میں حضرت کی اس ذرہ نوازی کا بے حد ممنون ہوں۔

کتاب پر نظر ثانی کے لیے جب اپنے مشفق استاذ جامع معقولات و منقولات سادگی اور

انکساری کے پیکر حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین قادری مصباحی صاحب قبلہ نائب صدر المدرسین دار العلوم علیمیہ جمد اشاہی سے عرض کیا تو حضرت نے بہ طیب خاطر رضا مندی ظاہر کی اور اپنا مصروف وقت دے کر بہ نظر عمیق دیکھا اور کچھ حذف و اضافہ بھی فرمایا نیز تقریظ تحریر فرما کر اس ناچیز کی حوصلہ افزائی فرمائی، میں آپ کی اس شفقت کا جتنا بھی شکریہ ادا کروں کم ہے۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں محب مکرم داماد خیر الاذکیا حضرت علامہ محمد ابو الوفا رضوی صاحب قبلہ استاذ دار العلوم اہل سنّت حق الاسلام لال گنج بازار ضلع بستی کا شکریہ ادا نہ کروں موصوف گرامی نے کتاب کا اجمالی خاکہ نظم کی لڑی میں پرو کر ایک قادر الکلام شاعر ہونے کا ثبوت پیش کرتے ہوئے کتاب کی وقعت میں اضافہ فرمایا۔ اور بے حد ممنون ہوں محترم مولانا ڈاکٹر محمد سلمان رضا علیمی علیگ استاذ البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ کا جنہوں نے مواد کی فراہمی میں میرا بھرپور تعاون بھی کیا اور اپنے مفید مشوروں سے نوازا۔

کتاب تیار ہونے کے بعد سب سے بڑا مسئلہ اشاعت کے مصارف کا ہوتا ہے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ بھلا کرے برادر محترم و محتشم حضرت علامہ حافظ و قاری سراج احمد مصباحی ادام اللہ اقبالہ خطیب و امام مدینہ مسجد کیرلٹن ٹیکساس امریکہ کا جنہوں نے اسے مسئلہ بننے ہی نہ دیا اور اس کام کے لیے بہ خوشی تیار ہو گئے موصوف گرامی وقار بڑے علم دوست اصاغر نواز اور غریب پرور واقع ہوئے ہیں جب کبھی بھی اس طرح کا معاملہ درپیش ہوتا ہے بڑے خلوص کے ساتھ فیاضی اور دریا دلی کا مظاہرہ فرماتے ہیں یقیناً اللہ رب العزت کی طرف سے انہیں توفیق خاص ملی ہے جو ہر کسی کو نہیں ملتی ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء حضرت کے اس جذبۂ ایثار کو ہزار سلام پیش کرتے ہوئے رب العالمین کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ وہ انہیں اپنی شان کریمی کے شایاں جزائے فراواں سے نوازے۔

عزیز مکرم مولانا احمد رضا علیمی علیگ جمد اوی صاحب بھی بجا طور پر شکریہ کے مستحق ہیں جن کی دل چسپی اور لگن کی بہ دولت موضوع سے متعلق کتب و رسائل کی فراہمی آسان ہوئی اور

مولانا حافظ افتخار احمد علیمی (خان پرنٹرس بستی) کا شکریہ ادا نہ کرنا بڑی ناانصافی ہوگی جن کی توجہ اور محنت سے کتاب کو یہ رنگ و آہن ملا اور احباب میں حضرت مولانا حافظ منصور عالم علیمی اور حضرت مولانا غلام جیلانی علیمی صاحبان کے لیے تشکر کی سوغات جن کے مشورے میرے لیے مشعل راہ ہوتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ ان تمام محسنین ومعاونین کو اپنی بارگاہ سے بے پایاں اجر مرحمت فرمائے اور میری اس ادنیٰ کاوش کو میرے لیے ذریعۂ آخرت بنائے۔

محب احمد قادری علیمی
استاذ دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی
۱۲/ ذی قعدہ ۱۴۴۱ھ / ۵/ جولائی ۲۰۲۰ء

تقریظ

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

انسان کو اللہ جل شانہ نے عقل و دانش کی بے کراں دولت سے ممتاز کر کے اسے اشرف المخلوقات کے اعزاز سے سرفراز کیا ہے اور اس کو اپنے گوہر حیات کی حفاظت و پاسداری کا پابند بنایا ہے، انسانی متاع حیات کی حفاظت و بقا کی اہمیت اور قدر و منزلت کا اندازہ درج ذیل امور سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

☞ شریعت طاہرہ میں جان کے تحفظ و بقا کے لیے کفر جیسی بدترین اور حد درجہ گھناؤنی بات کو بھی زبان پر جاری کرنے کی گنجائش دی گئی ہے۔

☞ بھوک پیاس سے جاں بہ لب انسان کو بقدر ضرورت مردار اور شراب جیسی نجس اور خبیث چیز کا استعمال کر کے جان بچانا ضروری قرار دیا گیا ہے۔

☞ فقر و فاقہ کی اہمیت مسلم ہونے کے باوجود اتنا کمانا اور کھانا فرض قرار دیا گیا ہے جس سے جان محفوظ رہے اور ضروری طاعت کی قدرت وقوت میسر رہے۔ (عام کتب فقہ)

مگر یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ بعض انسان اپنی کم عقلی اور نادانی کے باعث اس بیش قیمت عطیۂ ربانی (انسانی جان) کو اپنے ہاتھوں سے تباہ و برباد کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اگر یہ فعل بدانجام کسی غیر مسلم سے صادر ہو تو اس کے باطل فکر و خیال کے اعتبار سے زیادہ حیرت انگیز نہیں ہے۔ لیکن سخت حیرت اور افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ اس سنگین جرم (خودکشی) کا ارتکاب کرنے والے مسلمان بھی کم نہیں ہیں جن کے قلوب و اذہان اس یقین و اذعان سے منور اور تاباں

ہیں کہ یہ دنیا ناپائیدار، فانی اور چندروزہ ہے اور اس کے بعد ایک ایسے ثواب وعقاب کا جہاں شروع ہونے والا ہے جس کی کوئی غایت وانتہا نہیں ہے۔

حدیث شریف کی رو سے ایک مسلمان کو دوسرے مسلمانوں کی خیرخواہی ضروری ہے۔

(الدین النصیحہ لکل مسلم)

اسی جذبۂ خیرخواہی کے تحت فاضل گرامی قدر حضرت مولانا محب احمد علیمی زید مجدہ نے زیر نظر کتاب ترتیب دی ہے جس میں خودکشی کی شناعت اور اس کے اسباب کا تذکرہ کرنے کے بعد اس کے تدارک کے طریقوں پر روشنی ڈالنے کی قابل ستائش کوشش کی ہے اور اپنے موضوع سے متعلق قرآنی آیات واحادیث مبارکہ کی روشنی میں بیش قیمت مواد جمع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے جس پر فاضل موصوف بجاطور پر تحسین وتبریک کے مستحق ہیں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ عام مسلمان بھائی اور کالجوں یونیورسٹیوں میں تعلیم پانے والے مسلم طلبہ اس کتاب کا مطالعہ کریں۔ بلاشبہ اس کتاب کا مطالعہ ان کے علم ودانائی میں بیش بہا اضافہ کا سبب بنے گا۔

دعا ہے کہ مولائے قدیر فاضل گرامی عزیز موصوف کی اس قلمی کاوش کو شرف قبولیت عطا فرما کر اس کو مسلمانوں کے حق میں مفید اور نفع بخش بنائے اور مولف گرامی کو دارین کی سعادتوں سے شادکام فرمائے۔

محمد نظام الدین قادری
خادم افتا ودرس دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی
۲۶؍رجب المرجب ۱۴۴۱ھ/ ۲۲؍مارچ ۲۰۲۰ء بروز شنبہ

◆ ◆ ◆ ◆ ◆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خودکشی کے معنیٰ ہوتے ہیں اپنے آپ کو ہلاک کرنا، چاہے یہ اپنے آپ کو کسی آلہ سے قتل کرکے ہو یا گردن میں پھندا ڈال کر، یا زہر کھا کر ہو یا گولی مار کر غرض یہ کہ اپنے آپ کو ہلاک کرنے کے جتنے بھی طریقے ہوسکتے ہیں سب خودکشی کے مفہوم میں شامل ہیں۔

خودکشی کا رجحان جس تیزی کے ساتھ آج کے معاشرے میں بڑھ رہا ہے وہ نہایت قابل تشویش بھی ہے اور لایق توجہ بھی، اخبارات اور سوشل میڈیا میں آئے دن دو چار خبریں خودکشی سے متعلق ضرور پڑھنے اور سننے کو ملتی ہیں۔

خودکشی جیسے جرم کا ارتکاب کرنے والے کی سوچ یہ ہوتی ہے کہ اسے دنیاوی رنج وآلام اور ندامت وشرمندگی سے چھٹکارا مل جائے گا، حالاں کہ اسلامی نقطۂ نظر سے یہ سوچ دراصل پریشانیوں، مشقتوں آفتوں اور مسائل سے نجات کی بہ جائے خطرناک مصائب وآلام میں گرفتار کرنے والی ایک احمقانہ کوشش ہے۔

خودکشی اور قرآن

مذہب اسلام نے جہاں بہت سارے جرائم کو مسلمانوں پر حرام قرار دیا ہے اور ان سے دور رہنے کی تلقین کی ہے انہیں میں سے خودکشی کو بھی ایک جرم عظیم اور حرام قرار دیا ہے۔

قرآن کریم میں مختلف مقامات پر خودکشی سے بچنے کی تلقین اور اس کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے سخت سزا بیان فرمائی گئی ہے چناں چہ ایک مقام پر ارشاد ہے:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝۲۹ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝۳۰ (النساء)

اور اپنی جانیں قتل نہ کرو! بے شک اللہ تعالیٰ تم پر مہربان ہے اور جو ظلم وزیادتی سے ایسا کرے گا تو عنقریب ہم اسے آگ میں داخل کریں گے اور یہ اللہ کو زیادہ آسان ہے۔

دوسری جگہ خودکشی کے ہلاکت خیز نتائج سے آگاہ کرتے ہوئے واضح لفظوں میں اس سے

بچنے کا حکم دیا گیا ہے ارشاد ہے "لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ" (بقرۃ/ ۱۹۵) اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔ خودکشی کی اکثر صورتیں ایسی ہوتی ہیں جن سے موت کا فوراً واقع ہوجانا تقریباً یقینی ہوتا ہے اس طرح اسے گناہ کرنے کے بعد توبہ کی بھی مہلت نہیں مل پاتی اور گناہ کے ساتھ موت کا آنا یہ نہایت ہی شقاوت اور بدبختی کی علامت ہے گویا وہ اللہ کی طرف سے ملنے والی مغفرت ورحمت کے انعام بے بہا سے محروم رہ جاتا ہے کیوں کہ قرآن مقدس گناہ کے بعد توبہ کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے

وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾ (النساء)

"اور اگر یہ لوگ جب ظلم کر بیٹھتے اپنی جانوں پر حاضر ہوتے آپ کے پاس اور مغفرت طلب کرتے اللہ تعالیٰ سے نیز مغفرت طلب کرتے ان کے لیے رسول تو ضرور پاتے اللہ کو بہت توبہ قبول فرمانے والا اور نہایت رحم فرمانے والا۔"

انسان کا جسم اور اس کی جان اللہ تبارک وتعالیٰ کی ملکیت ہے اور اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل وکرم ہے کہ اس نے انسان کو خوب صورت جسم اور صحیح اعضاء دیے اور ان میں جان ڈالی، لہذا انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے ہر عضو کو اللہ کی مرضی کے مطابق ہی استعمال کرے، اعضا میں اس کا اپنا تصرف اس کے لیے جائز نہیں ہے اور بغیر مرضی مولیٰ کے تصرف ہی خودکشی کہلاتا ہے اور یہی اعضا میدان قیامت میں خودکشی کرنے والے کے خلاف گواہی دیں گے فرمایا جارہا ہے

يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾

(النور)

"وہ یاد کریں اس دن کو جب گواہی دیں گی ان کی زبانیں ان کے ہاتھ اور ان کے پیر ان اعمال پر جو وہ کرتے تھے۔"

دوسری جگہ ہے:

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا

كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝٦٥ (یٰس)

’’آج مہر لگا دیں گے ہم ان کے مونہوں پر اور بات کریں گے ہم سے ان کے ہاتھ اور گواہی دیں گے ان کے پیر اس کی جو وہ کمایا کرتے تھے۔‘‘

علامہ سید سعادت علی قادری اس آیت کے ضمن میں رقم طراز ہیں:

گویا یہ اعضا پہچانتے ہیں کہ ان کا خالق کون ہے، مالک کون ہے، انسان بڑا ظالم ہے جو اپنے خالق و مالک کو بھول کر ان اعضاء کو اپنا سمجھ بیٹھتا ہے اور جیسے چاہتا ہے استعمال کرتا ہے یہ تو ہمارے پاس اللہ کی امانت ہیں، ہم پر ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ ان کی خدمت کریں اور ان کو اصل مالک کی مرضی کے مطابق استعمال کریں، ہم صرف ان کے امین ہیں مالک نہیں اسی لیے شریعت اجازت نہیں دیتی کہ کوئی اپنے جسم کا کوئی حصہ فروخت کردے یا کسی کو ہبہ کردے، نہ زندگی میں ایسا کرسکتا ہے اور نہ بعد موت کسی کو ایسا کرنے کی وصیت کرسکتا ہے، پس جس چیز کے ہم مالک ہی نہیں ہمیں اس کے ضائع کرنے کا حق کیسے مل سکتا ہے، جس نے اس جسم کو ضائع کیا یعنی خودکشی کرلی گویا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی کھلی بغاوت کی اب اس کی سزا یہی ہوسکتی ہے کہ اس کا ٹھکانہ جہنم ہو، نیز دیگر گناہوں سے تو توبہ کی جاسکتی ہے کہ توبہ کا وقت ملتا ہے یہ ایسا گناہ ہے کہ اس کے ساتھ توبہ کا وقت بھی ختم ہوجاتا ہے اب اس کا مرتکب جہنم کی آگ سے، اللہ کے عذاب سے کس طرح بچ سکتا ہے۔ (یاایھا الذین آمنوا ج ۱رص ر۴۹۹)

خودکشی اور احادیث طیبہ

قال من حلف بملة غیر الاسلام کاذ باً متعمداً فھو کما قال و من قتل نفسه بحدیدة عذب بھا فی نار جھنم (بخاری شریف ج ۱رص ۱۸۲ر مجلس برکات)

جو شخص قصداً اسلام کے علاوہ کسی مذہب کی جھوٹی قسم کھاتا ہے وہ اپنے قول کے مطابق ہے اور جو شخص کسی تیز ہتھیار سے اپنے آپ کو قتل کردیتا ہے اس کو جہنم میں یہی عذاب ہوگا۔

حضرت جندب نے فرمایا:

كان برجل جراح فقتل نفسه فقال الله بدرنی عبدی بنفسه حرمت علیه الجنة (بخاری شریف ج۱/ص ۱۸۲ مجلس برکات)

ایک آدمی زخمی ہوگیا تھا (زخم کی تکلیف نہ برداشت کرکے) اس نے خودکشی کرلی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے جان نکالنے میں مجھ پر جلدی کی ہے اس لیے میں اس پر جنت حرام کرتا ہوں۔

عن ابی هریرة قال قال النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم الذی یخنق نفسه یخنقها فی النار والذی یطعنها یطعنها فی النار (بخاری شریف ج۱/ص ۱۸۲ مجلس برکات)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جوشخص اپنا گلا گھونٹ کر جان ختم کرتا ہے وہ جہنم میں بھی اپنا گلا گھونٹتا رہے گا جوشخص برچھے یا تیر سے اپنی جان لیتا ہے وہ جہنم میں بھی اسی طرح مارتا رہے گا۔

عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ من قتل نفسه بحدیدة وحدیدته فی یده یتوجا بها فی بطنه فی نار جهنم خالداً مخلداً فیها ابداً ومن شرب سماً فقتل نفسه فهو یتحساه فی نار جهنم خالداً مخلداً فیها ابداً ومن تردیٰ من جبل فقتل نفسه فهو یتردیٰ فی نار جهنم خالداً مخلداً فیها ابداً (مسلم شریف ج۱/ص ۷۲ مجلس برکات)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جوشخص کسی ہتھیار سے خودکشی کرے تو جہنم میں وہ ہتھیار اس شخص کے ہاتھ میں ہوگا اور اس ہتھیار سے جہنم میں وہ شخص خود کو ہمیشہ زخمی کرتا رہے گا اور جوشخص زہر سے خودکشی کرے گا وہ جہنم میں ہمیشہ زہر کھاتا رہے گا اور جوشخص پہاڑ سے گرکر خودکشی کرے گا وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ گرتا رہے گا۔

عن ابی هریرة قال شهدنا مع رسول الله ﷺ حنینا فقال لرجل ممن یدعیٰ بالاسلام هذا من اهل النار فلما حضرنا القتال قاتل الرجل قتالاً شدیداً فاصابته جراحة فقیل یا رسول الله الرجل الذی قلت له اٰنفاً انه من اهل النار فانه قاتل الیوم قتالاً شدیداً وقد مات فقال النبی ﷺ الی النار فکاد بعض

المسلمین ان یرتاب فبینما ھم علیٰ ذلک اذ قیل کانہ لم یمت ولکن بہ جراحا شدیدا فلما کان من اللیل لم یصبر علی الجراح فقتل نفسہ فاخبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بذلک فقال اللہ اکبر أشھد انی عبد اللہ ورسولہ ثم امر بلالا فنادیٰ فی الناس انہ لا یدخل الجنۃ الا نفس مسلمۃ وان اللہ یوید ھذا الدین بالرجل الفاجر (مسلم شریف ج ۱ ص ۷۲ مجلس برکات)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنگ حنین میں تھے ہم لوگوں میں سے ایک شخص تھا جس کا مسلمانوں میں شمار ہوتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا یہ جہنمی ہے جب جنگ شروع ہوئی تو وہ شخص بڑی بہادری سے لڑا اور زخمی ہوگیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جس شخص کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ وہ جہنمی ہے وہ آج بڑی بہادری سے لڑا اور اب وہ مر چکا ہے آپ نے فرمایا وہ دوزخ میں گیا بعض صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کی تہہ تک نہ پہونچ سکے اتنے میں کسی شخص نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ وہ شخص ابھی مرا نہیں تھا لیکن بہت زخمی تھا (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے) پھر جب رات کا آخری حصہ ہوا تو وہ زخم کی تکلیف برداشت نہ کرسکا اور اس نے خودکشی کرلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر پہونچی تو آپ نے فرمایا اللہ اکبر! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، پھر آپ نے حضرت بلال کو بلوا کر لوگوں میں اعلان کروایا کہ جنت میں صرف مسلمان جائیں گے اور اللہ تعالیٰ اس دین کو فاسقوں کے ذریعہ بھی تقویت دیتا رہتا ہے۔

خودکشی کا اثر دوسروں پر

خودکشی کرنے والا بہ ظاہر چین اور سکون کی تلاش میں اپنے آپ کو ہلاک کرلیتا ہے لیکن اس کے اثرات کس طرح اس کے رشتہ داروں پر پڑتے ہیں اس کا اندازہ اسے نہیں ہوتا ہے مفتی محمد اکمل عطا قادری لکھتے ہیں:

جب کوئی شخص اچانک اور حرام موت کا شکار ہوگا تو یقیناً یہ صورت حال اس کے ماں باپ ، بیوی بچوں ، رشتہ داروں اور دیگر دوست واحباب کے لیے شدید رنج وغم کا سبب بنے گی اور باعث بدنامی بھی ، تو کیا یہ خودغرضی اور بے مروتی نہیں کہ خود تو چین کی تلاش میں سفر آخرت اختیار کرلے جب کہ تعلق رکھنے والوں کو شدید تکلیف میں مبتلا اور بے سہارا چھوڑ دیا جائے ۔ (نجات یا ہلاکت ص۱۶)

خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ کا حکم

خودکشی ایک فعل شنیع ہے اگر خودکشی کرنے والا اسے حلال سمجھ کر کر رہا ہے تو اسے ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہنا پڑے گا اور اگر اس نے حرام سمجھ کر کیا ہے تو بہر حال وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ کے تعلق سے فتاویٰ عالمگیری میں ہے ۔

”و من قتل نفسه عمداً يصلى عليه عند ابى حنيفة و محمد رحمهما الله وهو الاصح “ (فتاویٰ عالمگیری ج۱ ص۱۶۳)

جس نے جان بوجھ کر اپنے آپ کو قتل کیا امام اعظم ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی ۔

بہار شریعت میں ہے :

”جس شخص نے خودکشی کرلی حالاں کہ یہ بہت بڑا گناہ ہے مگر اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اگر چہ قصداً خودکشی کی ہو“ (بہار شریعت ج۱ حصہ چہارم ص۸۲۷ مطبع مکتبۃ المدینہ)

خودکشی سے متعلق ایک استفتاء کے جواب میں بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ فتاویٰ رضویہ شریف کے حوالے سے رقم طراز ہیں :

خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ کے بارے میں ہمارے امام اعظم وہمام اقدم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے چھوٹے شاگرد امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی وہ اگر چہ بہت گنہگار ہے مگر کافر نہیں ، شریعت نے ایسے شخص کو

فاسق قرار دیا ہے اور فاسق کی نماز جنازہ پڑھنے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہے حدیث میں ارشاد ہے ”**الصلوٰۃ واجبة علیکم علی کل مسلم مات برا کان او فاجرا وان عمل الکبائر**“ تمہارے اوپر مرنے والے مسلمان کی نماز جنازہ واجب ہے خواہ وہ نیک ہو یا بدکار گناہ کبیرہ کرنے والا ہی کیوں نہ ہو“ (فتاویٰ بحر العلوم ج ۲/ص/ ۴۵)

خودکشی کے اسباب ومحرکات

خودکشی سے متعلق اخبار ورسائل اور سوشل میڈیا میں آنے والی خبروں کا اگر تجزیہ کیا جائے تو درج ذیل اسباب ومحرکات عام طور سے ابھر کر سامنے آتے ہیں۔

- مقصد کے حصول میں ناکامی
- ڈپریشن (تناؤ)
- گھریلو نااتفاقی
- غربت وتنگ دستی اور بے روزگاری
- ہنسی مذاق
- مصیبت اور تکلیف سے رستگاری
- جانی ومالی نقصان
- ڈانٹ ڈپٹ
- خوف بدنامی
- مروجہ جہیز

آنے والی سطور میں مذکورہ بالا اسباب وعوامل میں سے کچھ خاص اسباب پر ہم قدرے تفصیل سے روشنی ڈالیں گے۔

تناؤ اور مقصد میں ناکامی

تناؤ (Depression) اور مقصد میں ناکامی خودکشی کا ایک اہم سبب تصور کیا جاتا ہے عالمی ادارۂ صحت کے مطابق دنیا بھر میں تقریباً تیس کروڑ سے زائد افراد ڈپریشن کا شکار ہیں اور عالمی سروے کے مطابق ہر چوتھا شخص اور دسواں بچہ ذہنی صحت کے مسائل کا شکار ہے ڈپریشن کا شکار ہونے والے عموماً نوجوان ہوتے ہیں، قرآن پاک نے متعدد طریقے سے اس کے تدارک کی طرف رہنمائی کی ہے مولانا ڈاکٹر سلمان رضا علیمی علیگ نے اپنے مضمون ’’قرآن اور کاؤنسلنگ‘‘ میں اس نفسیاتی بیماری کا علاج کتاب الٰہی کی مقدس آیات سے تلاش کرنے کی کوشش کی ہے موصوف لکھتے ہیں:

انسان کی نفسیاتی بیماریوں کی فہرست ویسے تو بہت طویل ہے مگر ابھی صرف تناؤ کو سامنے رکھتے ہیں جو انسان کو ہمیشہ پریشانیوں میں مبتلا کیے رہتا ہے اور اگر اس پر بروقت قابو نہ پایا جائے تو بہت سی دوسری بیماریوں کا سبب بن جاتا ہے ہم کتاب الٰہی کی مدد سے کچھ ایسی چیزیں بتا سکتے ہیں کہ جن کی مدد سے اگر انسان چاہے تو تناؤ سے چھٹکارا حاصل کر کے سکون حاصل کر سکتا ہے۔

① ایک انسان یہ چاہتا ہے کہ اس کے پاس طاقت ہو، قوت ہو، لوگ اس کو سلام کریں اور اگر ایسا نہ ہو تو وہ تناؤ میں آجاتا ہے۔ حالانکہ اسے یہ سوچنا چاہیے کہ طاقت وقوت صرف اللہ کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ﴿٥٨﴾ (الذاریات)

بیشک اللہ ہی بڑا رزق دینے والا قوت والا قدرت والا ہے۔

② آدمی کے اندر جتنا زیادہ حسد ہوگا وہ اتنا ہی زیادہ تناؤ میں رہے گا، حسد کرنے والا خود تو تناؤ میں رہتا ہے ساتھ ہی دوسروں کو بھی اپنی شرارت سے تناؤ میں مبتلا کرنا چاہتا ہے، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے کہ ہم ہمیشہ حاسدوں سے پناہ مانگتے رہیں ’’وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ

إِذَا حَسَدَ ''۔

اس کے علاوہ سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝۳۲ (سورہ النساء)

''اور اس کی آرزو نہ کرو جس سے اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر بڑائی دی، مردوں کے لیے ان کی کمائی سے حصہ ہے۔ اور عورتوں کے لیے ان کی کمائی سے حصہ ہے۔ اور اللہ سے اس کا فضل مانگو بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔''

③ کسی پیارے کے انتقال یا نوکری وغیرہ کے چھوٹ جانے پر بھی ہم تناؤ میں آجاتے ہیں حالانکہ ایسا ہونا نہیں چاہیے اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۹۶ (سورہ نحل)

''جو تمہارے پاس ہے فنا ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے وہ ہمیشہ رہنے والا ہے اور ضرور ہم صبر کرنے والوں کو وہ صلہ دیں گے جو ان کے سب سے اچھے کام کے قابل ہوں۔''

اللہ کے نزدیک صبر کرنے والے وہ لوگ ہیں جو اپنا سب کچھ اللہ کی مرضی کے مطابق کیے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝۱۵۶ (سورہ بقرہ)

''اور خوش خبری سناؤ ان صبر کرنے والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے لیے ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے۔''

④ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اختلاف رائے کی وجہ سے بھی انسان تناؤ میں آجاتا ہے حالانکہ تناؤ میں نہیں آنا چاہیے بلکہ معاملہ کو اللہ کے سپرد کر دینا چاہیے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ⑩ (شوریٰ)

”تم جس بات میں اختلاف کرو تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے۔ یہ ہے اللہ میرا رب، میں نے اس پر بھروسہ کیا اور میں اس کی طرف رجوع لاتا ہوں۔“

⑤ ایمانداری اور انصاف کے فقدان سے بھی لوگوں کے اندر تناؤ کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، انصاف اور ایمانداری جتنی زیادہ رواج پائے گی لوگ اتنا ہی زیادہ خوش وخرم رہیں گے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ ⑦ أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ ⑧ وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ ⑨ (سورہ رحمٰن)

”اور آسمان کو اللہ تعالیٰ نے بلند کیا اور ترازو رکھا تاکہ تم تولنے میں بے اعتدالی نہ کرو، اور انصاف کے ساتھ تول قائم کرو اور وزن نہ گھٹاؤ۔“

مزید برآں اللہ تعالیٰ سورہ انبیاء میں ارشاد فرماتا ہے:

وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَىٰ بِنَا حَاسِبِينَ ㊼ (انبیاء)

”اور قیامت کے دن ہم میزان عدل قائم کریں گے تو کسی جان پر ذرا بھی ظلم نہیں کیا جائے گا اور کسی کا رائی کے دانہ برابر بھی کوئی عمل ہوگا تو ہم اس کو موجود کردیں گے اور ہم حساب لینے کے لیے کافی ہیں۔“

⑥ شک وکینہ بھی ان چیزوں میں بہت اہم ہیں جو انسانوں کو تناؤ میں مبتلا کردیتے ہیں، ہمیں تناؤ سے دور رہنے کے لیے ان چیزوں سے بھی دور رہنا ہوگا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ ⑫ (سورہ حجرات)

”اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہوجاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈھو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟ تم کو اس سے گھن آئے گی اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔“

⑦ ایک دوسرے کو معاف کرنا بھی آدمیوں کو تناؤ سے بچاتا ہے، اس سے اللہ بھی خوش ہوتا ہے اور بندے کو بھی اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ (الشوری:۳۷)

”اور وہ جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں اور جب غصہ آئے معاف کر دیتے ہیں۔“

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ۝۱۹۹ (اعراف)

”اے محبوب معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منھ پھیر لو۔“

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝۴۰ (الشوری)

”اور برائی کا بدلہ اسی کے برابر برائی ہے تو جس نے معاف کیا اور کام سنوارا تو اس کا اجر اللہ پر ہے بیشک وہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو۔“

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝۴۳ (الشوری)

”اور بیشک جس نے صبر کیا اور بخش دیا تو یہ ضرور ہمت کے کام ہیں۔“

⑧ انسان اس وقت بھی تناؤ کا شکار ہوجاتا ہے جب وہ اپنی خواہشات پر کنٹرول نہیں کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ

هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۵۰ (سورہ قصص)

”پھر اگر وہ یہ تمہارا فرمانا قبول نہ کریں تو جان لو بس وہ اپنی خواہشوں ہی کے پیچھے ہیں اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اپنی خواہش کی پیروی کرے اللہ کی ہدایت سے جدا بیشک اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں فرماتا۔“

اور جو لوگ اپنے نفس کی پیروی نہیں کرتے ہیں اور اس کو کنٹرول میں رکھتے ہیں تو ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی خوش خبری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝۴۰ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى ۝۴۱ (سورہ النازعات)

”اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہشات سے روکا تو جنت ہی اس کا ٹھکانا ہے۔“ (سہ ماہی ضیائے علیم جنوری تا مارچ ۲۰۲۰ء)

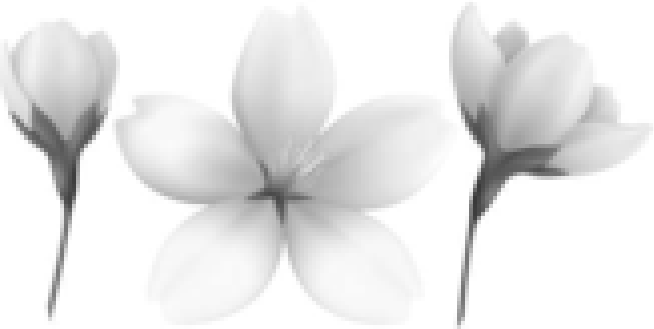

گھریلو نا اتفاقی

انسانی زندگی میں ماحول کو بڑی اہمیت حاصل ہے انسان اپنے گرد و پیش کے حالات سے شعوری اور لاشعوری طور پر ضرور متاثر ہوتا ہے، پاس پڑوس کے رہن سہن، عقائد و اعمال اور رسم و رواج کو اپنی عملی زندگی میں بڑی آسانی کے ساتھ جگہ دے دیتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے گھر کا ماحول دینی اور شریعت کے احکام کے مطابق بنائیں، گھر کے افرادی رشتوں کا لحاظ رکھیں والدین بچوں کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کریں اور بچوں کو بڑوں کے ساتھ ادب سے پیش آنے کی ترغیب دیں ہر ایک کی ضرورتوں کا حسب مراتب لحاظ رکھیں، میاں بیوی ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں، ایک دوسرے کی لغزشوں کو نظر انداز کرتے رہیں تاکہ آپس میں لڑائی اور جھگڑے کی نوبت نہ آئے۔

ناروا سلوک اور آپسی نا اتفاقی بچوں میں نفرت، کینہ، بغض و عداوت کے جذبات کو پالتی اور بغاوت پر آمادہ کرتی ہے اور ان کے نتائج کبھی کبھی بڑے خطرناک ہوتے ہیں، شریف خاندانوں کی بہو بیٹیوں کا خودکشی یا عصمت فروشی تک پر اتر آنا اور بڑے آدمیوں کی اولاد کا جرائم پیشگی پر مائل ہونا عام طور سے ناروا سلوک کا ہی شاخسانہ ہوتے ہیں اس لیے گھریلو نا اتفاقی کو دور کر کے باہمی تعلقات کو استوار کرنے پر غیر معمولی توجہ دینے کی ضرورت ہے، آنے والی سطروں میں ماں باپ، شوہر، بیوی اور بچوں کے حقوق پر مختصراً روشنی ڈالی گئی ہے تاکہ ہر ایک اپنے حقوق سے آگاہ ہو کر خوش گوار اور کامیاب زندگی گزارے اور اپنے عادات و اطوار کو شریعت کے سانچے میں ڈھال کر ایک مہذب سماج کا ذمہ دار فرد بنے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دے واضح رہے کہ آنے والے اوراق میں حقوق کے تعلق سے جو کچھ بھی بیان کیا گیا ہے وہ کچھ حذف و اضافہ کے ساتھ حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ کی مشہور کتاب ''جنتی زیور'' سے لیا گیا ہے۔

ماں باپ کے حقوق

ہر مرد اور عورت پر اپنے ماں باپ کے حقوق کو ادا کرنا فرض ہے خاص کر نیچے لکھے ہوئے چند حقوق کا تو بہت ہی خاص طور سے دھیان رکھنا ضروری ہے۔

(۱) خبردار! خبردار! اپنے کسی قول و فعل سے ماں باپ کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ دے اگرچہ ماں باپ اولاد پر کچھ زیادتی بھی کریں مگر پھر بھی اولاد پر فرض ہے کہ وہ ہرگز ہرگز کبھی بھی اور کسی حال میں ماں باپ کا دل نہ دکھائیں

(۲) اپنی ہر بات اور اپنے ہر عمل سے ماں باپ کی تعظیم و تکریم کرے اور ہمیشہ ان کی عظمت و عزت کا خیال رکھے۔

(۳) ہر جائز کام میں ماں باپ کے حکموں کی فرماں برداری کرے۔

(۴) اگر ماں باپ کو کوئی حاجت ہو تو جان و مال سے ان کی خدمت کرے۔

(۵) اگر ماں باپ اپنی ضرورت سے اولاد کے مال و سامان میں سے کوئی چیز لے لیں تو خبردار، ہرگز برا نہ مانیں اور نہ اظہار ناراضگی کریں بلکہ یہ سمجھیں کہ میں اور میرا سارا مال ماں باپ ہی کا ہے حدیث پاک میں ہے ایک شخص سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ "**انت ومالك لابيك**" یعنی تو اور تیرا مال سب تیرے باپ کا ہے۔

(۶) ماں باپ کا اگر انتقال ہو جائے تو اولاد پر ان کا یہ حق ہے کہ وہ ان کے لیے مغفرت کی دعا کرتے رہیں اور اپنی نفلی عبادتوں اور خیر و خیرات کا ثواب ان کی روحوں کو پہونچاتے رہیں۔

(۷) ماں باپ کے ذمہ جو قرض ہو اس کو ادا کر دیں یا جن کاموں کی وصیت کر گیے ہیں ان کی وصیتوں پر عمل کریں

(۸) جن کاموں سے زندگی میں ماں باپ کو تکلیف ہوا کرتی تھی ان کی وفات کے بعد بھی ان کاموں کو نہ کریں اس سے ان کی روحوں کو تکلیف پہونچے گی۔

اس بات پر دھیان دینا چاہیے کہ ماں باپ کے ساتھ اچھا یا برا جو بھی سلوک کرو گے ویسا ہی سلوک تمہاری اولاد بھی تمہارے ساتھ کرے گی اور یہ بھی دھیان رکھنا چاہیے کہ ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے رزق میں ترقی اور عمر میں خیر و برکت نصیب ہوتی ہے۔

شوہر کے حقوق

اللہ تعالیٰ نے شوہروں کو بیویوں پر حاکم بنایا ہے اور بہت بڑی بزرگی دی ہے اس لیے ہر عورت پر فرض ہے کہ وہ اپنے شوہر کا حکم مانے اور خوشی خوشی اپنے شوہر کے ہر حکم کی تابعداری کرے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے شوہر کا بہت بڑا حق بنایا ہے یاد رکھو کہ اپنے شوہر کو راضی اور خوش رکھنا بہت بڑی عبادت ہے اور شوہر کو ناخوش اور ناراض رکھنا بہت بڑا گناہ ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ”اگر میں خدا کے سوا کسی دوسرے کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کرتی رہیں۔ (مشکوۃ ج ۲ ص ۲۸۲ مجتبائی)

حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ مشکل سے مشکل اور دشوار سے دشوار کام کا بھی اگر شوہر حکم دے تو جب بھی عورت کو شوہر کی نافرمانی نہیں کرنی چاہئے بلکہ اس کے ہر حکم کی فرماں برداری کے لیے طاقت بھر کمر بستہ رہنا چاہیے۔

یوں تو شوہر کے حقوق بہت زیادہ ہیں لیکن ان میں سے چند ضروری اور قابل لحاظ حقوق بیان کیے جاتے ہیں۔

(۱) عورت بغیر اپنے شوہر کی اجازت کے گھر سے باہر کہیں نہ جائے نہ اپنے رشتہ داروں کے گھر نہ کسی دوسرے کے گھر۔

(۲) شوہر کی غیر موجودگی میں عورت پر فرض ہے کہ شوہر کے مکان اور مال و سامان کی حفاظت کرے اور بغیر شوہر کی اجازت کے کسی کو بھی مکان میں آنے نہ دے اور نہ شوہر کی چھوٹی بڑی چیز کسی کو دے۔

(۳) شوہر کا مکان اور مال و سامان یہ سب شوہر کی امانتیں ہیں اور بیوی ان سب چیزوں کی امین

ہے اگر عورت نے اپنے شوہر کی کسی چیز کو جان بوجھ کر برباد کر دیا تو عورت پر خیانت کرنے کا گناہ لازم ہوگا اور اس پر خدا کا بہت بڑا عذاب ہوگا۔

(۴) عورت ہرگز ہرگز ایسا کوئی کام نہ کرے جو شوہر کو ناپسند ہو۔

(۵) بچوں کی نگہ داشت، ان کی تربیت اور پرورش خصوصاً شوہر کی غیر موجودگی میں عورت کا بہت بڑا افریضہ ہے۔

(٦) عورت کو لازم ہے کہ مکان، سامان اپنے بدن اور کپڑوں کی صفائی ستھرائی کا خاص طور پر دھیان رکھے، پھوہڑ، میلی کچیلی نہ بنی رہے بلکہ سنگار سے رہا کرے تاکہ شوہر اس کو دیکھ کر خوش ہو جائے۔

بیوی کے حقوق

اللہ تعالیٰ نے جس طرح مردوں کے کچھ حقوق عورتوں پر لازم فرمائے اسی طرح عورتوں کے بھی کچھ حقوق مردوں پر لازم ٹھہرا دیے ہیں جن کا ادا کرنا مردوں پر فرض ہے چناں چہ قرآن مجید میں ہے "وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ" یعنی عورتوں کے مردوں کے اوپر کچھ حقوق ہیں جس طرح مردوں کے عورتوں پر اچھے برتاؤ کے ساتھ۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اچھے لوگ وہ ہیں جو عورتوں کے ساتھ اچھی طرح پیش آئیں۔ (مشکوۃ ج ۲ ص ۲۸۲ مجتبائی)

شوہر کے لیے کچھ ضروری حقوق اور اہم باتیں بیان کی جاتی ہیں جن کا لحاظ کرنے سے زوجین کے درمیان باہمی الفت و محبت برقرار رہتی ہے اور نزاعی صورت پیدا ہونے کے امکانات کم ہو جاتے ہیں۔

(۱) ہر شوہر کے اوپر اس کی بیوی کا یہ حق فرض ہے کہ وہ اپنی بیوی کے کھانے، پہننے، رہنے اور دوسری ضروریات زندگی کا اپنی حیثیت کے مطابق اور اپنی طاقت بھر انتظام کرے۔ جو مرد اپنی لاپرواہی سے اپنی بیویوں کے نان و نفقہ اور اخراجات زندگی کا انتظام نہیں کرتے وہ

بہت بڑے گنہہ گار، حقوق العباد میں گرفتار اور قہر قہار اور عذاب نار کے سزاوار ہیں۔

(۲) عورت کا یہ بھی حق ہے کہ شوہر اس کے بستر کا حق ادا کرتا رہے، شریعت میں اس کی کوئی حد مقرر نہیں ہے مگر کم سے کم اس قدر تو ہونا ہی چاہیے کہ عورت کی خواہش پوری ہو جایا کرے اور وہ ادھر ادھر تاک جھانک نہ کرے جو مرد شادی کر کے بیویوں سے الگ تھلگ پڑے رہتے ہیں اور عورت کے ساتھ اس کے بستر کا حق ادا نہیں کرتے وہ حق العباد یعنی بیوی کے حق میں گرفتار اور بہت بڑے گنہ گار ہیں۔

(۳) عورت کو بلا کسی بڑے قصور کے ہرگز ہرگز نہ مارے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص عورت کو اس طرح نہ مارے جس طرح اپنے غلام کو مارا کرتا ہے، پھر دوسرے وقت اس سے صحبت بھی کرے۔

(۴) مرد کو چاہیے کہ خبردار کبھی بھی اپنی عورت کے سامنے کسی دوسری عورت کے حسن و جمال یا اس کی خوبیوں کا ذکر نہ کرے ورنہ بیوی کو فوراً ہی بدگمانی اور یہ شبہہ پیدا ہو جائے گا کہ شاید میرے شوہر کا اس سے کوئی سانٹھ گانٹھ ہے۔

(۵) مرد بلاشبہہ عورت پر حاکم ہے لہذا مرد کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنی بیوی پر اپنا حکم چلائے مگر پھر مرد کے لیے یہ ضروری ہے کہ اپنی بیوی سے کسی ایسے کام کی فرمائش نہ کرے جو اس کی طاقت سے باہر ہو یا وہ کام اس کو انتہائی ناپسند ہو۔

(۶) مرد کو چاہیے کہ عورت کی غلطیوں پر اصلاح کے لیے روک ٹوک کرتا رہے کبھی سختی اور غصہ کے انداز میں اور کبھی محبت اور پیار کے ساتھ اور کبھی ہنسی خوشی بات چیت کرے، جو مرد ہر وقت اپنی مونچھ میں ڈنڈا باندھے پھرتے ہیں اور سوائے ڈانٹ ڈپٹ اور پھٹکار کے اپنی بیوی سے کبھی کوئی بات ہی نہیں کرتے تو ان کی بیویاں شوہروں کی محبت سے مایوس ہو کر ان سے نفرت کرنے لگتی ہیں۔

(۷) شوہر کو یہ بھی چاہیے کہ سفر میں جاتے وقت اپنی بیوی سے انتہائی پیار و محبت کے ساتھ ہنسی خوشی ملاقات کر کے مکان سے نکلے اور سفر سے واپس ہو کر کچھ نہ کچھ سامان بیوی کے

لیے ضرور لائے کچھ نہ ہو تو کچھ کھٹا میٹھا ہی لیتا آئے۔

میاں بیوی کی خوش گوار زندگی بسر ہونے کے لیے جس طرح عورتوں کو مردوں کے جذبات کا خیال رکھنا ضروری ہے اسی طرح مردوں کو بھی لازم ہے کہ عورتوں کے جذبات کا خیال رکھیں ورنہ جس طرح مرد کی ناراضگی سے عورت کی زندگی جہنم بن جاتی ہے اسی طرح عورت کی ناراضگی بھی مردوں کے لیے وبال جان ہو جاتی ہے۔

بچوں کے حقوق

ہر ماں باپ پر لازم ہے کہ اپنے بچوں سے پیار اور محبت کرے اور ہر معاملہ میں ان کے ساتھ مشفقانہ برتاؤ کرے اور ان کی دل جوئی اور دل بستگی میں لگا رہے اور ان کی پرورش اور تربیت میں پوری کوشش کرے، بچوں کی تربیت میں ماں کو جن امور کو خصوصی طور پر دھیان میں رکھنا چاہیے انھیں اختصار کے ساتھ ذیل میں بیان کیا جا رہا ہے۔

(۱) بچوں کی صفائی ستھرائی ان کی تندرستی وسلامتی کا خاص طور پر دھیان رکھے۔

(۲) بچوں کو ہر قسم کے رنج وغم اور تکلیفوں سے بچانے کی کوشش کرے۔

(۳) بعض مائیں چلا کر یا بلّی کی بولی بول کر یا سپاہی کا نام لے کر یا کوئی دھماکہ کر کے چھوٹے بچوں کو ڈرایا کرتی ہیں یہ بہت بری باتیں ہیں، بار بار ایسا کرنے سے بچوں کا دل دہل جاتا ہے اور بچے بیمار ہو جاتے ہیں یا ان کا دل کمزور ہو جاتا ہے اور وہ بڑے ہونے کے بعد ڈرپوک ہو جایا کرتے ہیں۔

(۴) بچے جب بولنے لگیں تو ماں کو چاہیے کہ انھیں بار بار اللہ ورسول کا نام سنائے ان کے سامنے بار بار کلمہ پڑھے یہاں تک کہ وہ کلمہ پڑھنا سیکھ جائیں۔

(۵) جب بچے اور بچیاں تعلیم کے قابل ہو جائیں تو سب سے پہلے ان کو قرآن شریف اور دینیات کی تعلیم دلائیں۔

(٦) اچھی باتوں کی رغبت دلائیں اور بری باتوں سے نفرت دلائیں اور انہیں اسلامی

اخلاق وآداب اور دین ومذہب کی باتیں سکھائیں۔

(۷) خراب لڑکوں اور لڑکیوں کی صحبت اور ان کے ساتھ کھیلنے سے بچوں کو روکیں اور کھیل تماشوں کے دیکھنے سے ناچ گانے، اور موبائل وغیرہ لغویات سے بچوں اور بچیوں کو خاص طور پر بچائیں۔

(۸) تعلیم وتربیت پر خاص طور پر توجہ کریں اور تربیت کا دھیان رکھیں کیوں کہ بچے سادہ ورق کے مانند ہوتے ہیں، سادہ کاغذ پر جو نقش ونگار بنائے جائیں وہ بن جاتے ہیں اور بچوں اور بچیوں کا سب سے پہلا مدرسہ ماں کی گود ہے اس لیے ماں کی تعلیم وتربیت کا بچوں پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۹)

غربت و تنگ دستی

غربت وافلاس کوئی عیب یا قابل نفرت چیز نہیں ہے جس سے بچنے کی کوشش کرنا ضروری ہے بلکہ یہ ایسا انمول تحفہ ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے خاص بندوں کو عطا فرماتا ہے اور اس کی برکت سے جنت کا حصول بہت آسان ہوجاتا ہے۔

آج ہمارے سماج میں غربت وتنگ دستی کو بہت ہی معیوب تصور کیا جانے لگا ہے اور غربت وافلاس سے دوچار لوگوں کو اس طرح حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جیسے وہ ہمارے معاشرے کا حصہ ہی نہیں ہیں یہی وجہ ہے کہ کچھ لوگ اس امتیازی سلوک سے دل برداشتہ ہوکر انتہائی قدم اٹھاتے ہوئے ہمیشہ کے لیے غربت سے نجات پانے کی خاطر اپنے آپ کو ہی ختم کرلیتے ہیں حالاں کہ اگر وہ فقر وفاقہ اور غربت ومحتاجی کے فضائل اور اخروی دنیا میں اس کی اہمیت سے واقف ہوتے تو شاید یہ قدم نہ اٹھاتے ذیل میں قرآن وحدیث کی روشنی میں دنیا کی بے ثباتی اور آخرت میں غریبوں اور مسکینوں کے مقام ومرتبہ کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ غربت وافلاس کی وجہ سے خودکشی سے بچا جاسکے۔

فقر وتنگ دستی اور قرآن مقدس

جولوگ دنیا کے مال ومتاع جمع کرنے میں اس قدر منہمک ہوجاتے ہیں کہ نہ انہیں خدا یاد رہتا ہے نہ اس کے رسول اور نہ موت اور نہ قبر کی وہ تاریک کوٹھری جس میں اپنی متاع حیات کو چھوڑ کر بے یار ومددگار بہرحال جانا ہے ایسے دنیا والوں کو دنیا سے بے رغبتی اور مال ودولت کی تگ ودو میں رہنے والوں کو دنیا سے بیزاری کا پیغام قرآن پاک میں یوں دیا جاتا ہے۔

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ① حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ② كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ③ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ④ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ⑤ (سورۂ تکاثر)

”غافل رکھا تمہیں مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا ہاں ہاں تم

جان لوگے پھر ہاں ہاں تمہیں جلد انجام معلوم ہو جائے گا ہاں ہاں اگر یقین کا جاننا جانتے تو مال کی محبت نہ رکھتے۔"

غربت وافلاس اللہ کو کتنا عزیز ہے اور غریبوں کا مرتبہ اس کے نزدیک کتنا بلند ہے؟ اس کا اندازہ آپ سورۂ عبس کی ان آیتوں سے لگا سکتے ہیں کہ جب ایک نابینا غریب صحابی حضرت عبداللہ بن امّ مکتوم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ندائی تکرار کے ساتھ حاضر ہوئے کہ "اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو اللہ نے آپ کو سکھایا ہے مجھے تعلیم فرمایئے" اور اللہ کے رسول اس وقت اشراف قریش عتبہ بن ربیعہ، ابوجہل بن ہشام اور عباس بن عبدالمطلب وغیرہ کو اسلام کی دعوت دے رہے تھے ان سرداروں نے اپنی دولت وثروت اور سرداری کے نشے میں حضرت عبداللہ بن امّ مکتوم کی آمد کو اپنے لیے کسر شان سمجھا اور خود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ایسے وقت میں ان کی آمد اور بار بار ندا کرنے کو اچھا محسوس نہ کیا اس پر ایک غریب صحابی کی دلداری کی خاطر یہ سورہ نازل ہوئی۔

عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤی ① اَنۡ جَآءَہُ الۡاَعۡمٰی ② وَ مَا یُدۡرِیۡکَ لَعَلَّہٗ یَزَّکّٰۤی ③ اَوۡ یَذَّکَّرُ فَتَنۡفَعَہُ الذِّکۡرٰی ④ اَمَّا مَنِ اسۡتَغۡنٰی ⑤ فَاَنۡتَ لَہٗ تَصَدّٰی ⑥ (سورۂ عبس)

"تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا اس پر کہ اس کے پاس وہ نابینا حاضر ہوا اور تمہیں کیا معلوم شاید وہ ستھرا ہو یا نصیحت لے تو اسے نصیحت فائدہ دے، وہ جو بے پرواہ بنتا ہے تم اس کے تو پیچھے پڑتے ہو۔"

کفار کے دنیاوی ساز وسامان کی کثرت کبھی کبھی مسلمانوں کے دلوں میں یہ سوچ پیدا کرتی ہے کہ کفار ہی حق پر ہیں جب ہی تو ان کے پاس مال ودولت کی فراوانی ہے اس لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے ہر ایک مومن کو آگاہ کیا گیا کہ یہ دولت ان کے راہ راست پر ہونے کا انعام نہیں بلکہ ان کی آزمائش کو سنگین اور ان کے امتحان کو دشوار بنانے کے لیے ہے ارشاد ہے۔

وَلَا تَمُدَّنَّ عَیۡنَیۡکَ اِلٰی مَا مَتَّعۡنَا بِہٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡہُمۡ زَہۡرَۃَ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا

لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ﴿۱۳۱﴾ (سورۂ طٰہٰ)

اور آپ مشتاق نگاہوں سے نہ دیکھیے ان چیزوں کی طرف جن سے ہم نے لطف اندوز کیا ہے کافروں کے چند گروہوں کو یہ محض زیب وزینت ہیں دنیوی زندگی کی تاکہ ہم آزمائیں انہیں ان سے اور آپ کے رب کی عطا بہتر اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔

قبیلۂ مضر کا سردار عیینہ بن حصن اسلام لانے سے پہلے ایک دن بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا وہاں حضرت سلمان فارسی، ابوذر اور دیگر فقرائے صحابہ دیدار حبیب سے مشرف ہو رہے تھے گرمی کا موسم تھا اونی جبوں سے پسینے کی بو اٹھ رہی تھی عیینہ کہنے لگا یہ بدبو آپ کو پریشان نہیں کرتی ہم قبیلۂ مضر کے سردار ہیں اگر ہم آپ کا دین قبول کرلیں گے تو سب آپ پر ایمان لائیں گے ہمارا یہاں آنے کو تو جی چاہتا ہے لیکن غلیظ اور بدبودار کپڑے والے آپ کے گرد حلقہ بنائے رہتے ہیں انہیں یہاں سے اٹھادیں یا ان کے لیے الگ مجلس کا انتظام کردیں ہم آپ پر ایمان لانے کے لیے تیار ہیں اس وقت جبریل امین فرمان الٰہی لے کر نازل ہوئے کہ اللہ کو ان مغرور اور متکبر لوگوں کی ہم نشینی پسند نہیں ہے۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾ (سورۂ کہف)

”اور روکے رکھیے اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح وشام طلب گار ہیں اس کی رضا کے اور نہ ہٹیں آپ کی نگاہیں ان سے کیا آپ چاہتے ہیں دنیوی زندگی کی زینت اور نہ پیروی کیجئے اس کی غافل کردیا ہے ہم نے جس کے دل کو اپنی یاد سے اور وہ اتباع کرتا ہے اپنی خواہش کی اور اس کا یہ معاملہ حد سے گزر گیا ہے۔“

فقر و تنگ دستی اور احادیث رسول

فقر و تنگ دستی، اللہ اور اس کے رسول کی رضا، خوشنودی اور محبت کا بہترین ذریعہ ہے چناں چہ حدیث رسول میں ہے:

حضرت عبداللہ ابن مغفل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم میں آپ سے محبت کرتا ہوں، آپ نے فرمایا دیکھو کیا کہتے ہو، اس نے کہا اللہ کی قسم میں آپ سے محبت کرتا ہوں تین بار اس نے اسی طرح کہا، آپ ﷺ بھی یہی فرماتے رہے اور یہ فرمایا اگر تو مجھ سے محبت کرتا ہے تو فقیری کے لیے ڈھال تیار کر اس لیے کہ غربت اور افلاس اس آدمی کی طرف تیزی سے آتا ہے جو مجھ سے محبت کرتا ہے اس سیلاب سے جو نیچے کی طرف جاتا ہے۔ (ریاض الصالحین ص ۱۴۳ مجلس برکات)

ایک دوسری حدیث میں سرکار دو عالم ﷺ نے فقیری کو اپنانے کی دعوت دیتے ہوئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو وصیت فرمائی۔

اگر تم مجھ سے ملاقات کی خواہشمند ہو تو فقرا جیسی زندگی بسر کرنا، دولت مندوں کی محفلوں سے دور رہنا اور اوڑھنی کو پیوند لگائے بغیر نہ اتارنا۔ (سنن ترمذی ج ۱ ص ۲۰۷)

ایک اور حدیث میں فقیروں کو جنت کی بشارت دیتے ہوئے سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا اس امت کے سب سے بہترین لوگ فقرا ہیں اور سب سے پہلے جنت میں جانے والے کمزور لوگ ہیں۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۱۷۰)

کائنات کے سردار ہونے کے باوجود سرکار دو عالم ﷺ کا حال یہ ہوتا تھا کہ کئی کئی روز گزر جاتے لیکن آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو شام کا کھانا میسر نہ ہوتا۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر کیا کہ لوگوں کے پاس زیادہ مال و دولت آ گیا ہے اس پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ سارا دن بھوک کی وجہ سے پیٹ کے بل جھکے رہتے، آپ کو ردی کھجور بھی میسر نہ ہوتی جس سے آپ اپنا پیٹ بھرتے۔ (ریاض الصالحین ص ۱۴۱ مجلس برکات)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا عالم غربت

احیاء العلوم میں امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر کرتے ہیں کہ حضرت عمران بن حصین

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مجھ سے حسن ظن رکھتے تھے ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے عمران تمہارا میرے نزدیک خاص مقام ہے کیا تم میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عیادت کو چلو گے؟ میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان، ضرور چلوں گا چناں چہ ہم روانہ ہو گئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دروازے پر پہونچے، آپ نے دروازہ کھٹکھٹایا اور سلام کے بعد اندر آنے کی اجازت طلب فرمائی، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا تشریف لایئے آپ نے فرمایا میرے ساتھ ایک اور شخص بھی ہیں پوچھا گیا حضور دوسرا کون ہے؟ آپ نے فرمایا عمران، حضرت فاطمہ بولیں، رب ذوالجلال کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں صرف ایک چادر سے تمام جسم چھپائے ہوئے ہوں آپ نے دست اقدس کے اشارے سے فرمایا تم ایسے ایسے پردہ کرلو، انہوں نے عرض کیا اس طرح میرا جسم تو ڈھک جاتا ہے مگر سر نہیں چھپتا، آپ نے ان کی طرف ایک پرانی چادر پھینکی اور فرمایا تم اس سے سر ڈھانپ لو، اس کے بعد آپ گھر میں داخل ہوئے اور سلام کے بعد پوچھا بیٹی کیسی ہو؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا حضور! مجھے دوہری تکلیف ہے ایک بیماری کی تکلیف اور دوسری بھوک کی تکلیف میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جسے کھا کر بھوک مٹا سکوں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یہ سن کر اشکبار ہو گئے اور فرمایا بیٹی گھبراؤ نہیں رب کی قسم میرا رب کے یہاں تم سے زیادہ مرتبہ ہے مگر میں نے تین دن سے کچھ نہیں کھایا اگر میں اللہ تعالیٰ سے مانگوں تو مجھے ضرور کھلائے مگر میں نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی ہے پھر آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا خوش ہو جاؤ تم جنتی عورتوں کی سردار ہو، انہوں نے پوچھا حضرت آسیہ اور مریم کہاں ہوں گی؟ آپ نے فرمایا آسیہ اپنے زمانے کی عورتوں کی اور تم اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہو، تم جنت کے ایسے محلات میں رہو گی جس میں کوئی عیب، دکھ اور کوئی تکلیف نہیں ہوگی پھر فرمایا اپنے چچازاد کے ساتھ خوش رہو، میں نے تمہاری شادی دنیا اور آخرت کے سردار کے ساتھ کی ہے۔ (احیاء العلوم ج ۴، ص ۱۷۳)

ہنسی مذاق

ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کی جان اور اس کے مال ومتاع کو جس طرح نقصان پہونچانے کی شریعت اسلامیہ اجازت نہیں دیتی اسی طرح ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کی عزت وآبرو کی حفاظت بھی ضروری قرار دیتی ہے۔

عزت وآبرو کو نقصان پہونچانے کے طریقوں میں ایک طریقہ ہنسی مذاق اڑانا ہے، کسی مسلمان بھائی کا مذاق اڑانا دراصل اسے نفسیاتی طور پر مضطرب کرنے کی طرف ایک سوچا سمجھا اقدام ہوتا ہے اور اس تضحیک آمیز رویے کی وجہ سے طرفین میں جو کدورت، رنجش، لڑائی، جھگڑا، حسد اور انتقامی سوچ پیدا ہوتی ہے وہ دونوں کی دنیا وآخرت کو برباد کردیتے ہیں، اور کبھی کبھی وہ شخص جس کے ساتھ مذاق کیا جاتا ہے مذاق اور تضحیک کے زخم کی تاب نہ لاکر مضطرب ہوکر اپنے آپ کو ہلاک کرلیتا ہے۔

قرآن پاک میں مذاق کی ممانعت

کسی کا مذاق اڑانا اور اس کی تضحیک کرنا ایسا برا عمل ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کو انتہائی ناپسند ہے اس لیے اس نے ایمان والوں کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ
وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤی اَنْ یَّکُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَکُمْ وَلَا
تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۱﴾ (سورۂ حجرات)

”اے ایمان والو! نہ مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہیے کیا عجب ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہیے کیا عجب ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عیب لگاؤ ایک دوسرے پر اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے پکارو کیا ہی برا نام ہے مسلمان ہوکر فاسق

کہلانا اور جو باز نہ آئیں تو وہ ظلم کرنے والے ہیں۔“

قرآن پاک میں کسی کے مذاق اڑانے کو گناہ تصور کیا گیا ہے چنانچہ قیامت کے دن نامۂ اعمال کے تعلق سے بیان کیا گیا ہے۔

وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا (٤٩) (سورۂ الکہف)

”کہیں گے ہائے خرابی ہماری! اس نوشتہ کو کیا ہوا نہ اس نے کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ بڑا جسے گھیر نہ لیا ہو۔“

بعض مفسرین کی رائے کے مطابق آیت میں صغیرہ سے مراد مومن کا مذاق اڑاتے ہوئے ہنسنا اور کبیرہ سے مراد اس کا مذاق اڑاتے ہوئے قہقہے لگانا ہے۔

مذاق اڑانے والے کا مقصد کسی مخصوص شخص کی تذلیل اور اسے لوگوں کے سامنے کمتر شمار کرانا ہوتا ہے اور اس کے پس پشت تکبر کا رویہ کارفرما ہوتا ہے اور تکبر کرنے والوں کی قرآن مقدس میں متعدد جگہوں پر مذمت کی گئی ہے۔

کچھ آیتیں ملاحظہ فرمائیں:

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ (٣٥) (سورۂ المؤمن)

اللہ یوں ہی مہر کر دیتا ہے متکبر سرکش کے سارے دل پر۔

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ (٢٣) (سورۂ النحل)

بیشک اللہ مغروروں کو پسند نہیں فرماتا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ (٦٠) (سورۂ المؤمن)

”بے شک وہ جو میری عبادت سے اونچے کھنچتے ہیں (تکبر کرتے ہیں) عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہوکر۔“

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ (١٤٦) (سورۂ الاعراف)

”میں اپنی آیتوں سے انہیں پھیر دوں گا جو زمین میں ناحق اپنی بڑائی چاہتے ہیں۔“

احادیث طیبہ میں مذاق کی ممانعت

قرآن مقدس کی طرح ارشادات رسول میں بھی کسی مسلمان بھائی کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے اور مذاق اڑانے کی شدید الفاظ میں مذمت کی گئی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ (ریاض الصالحین ۵۲۳، مجلس برکات)

مذاق کرنے والوں پر کس طرح جنت کا دروازہ بند کیا جائے گا حدیث پاک میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لوگوں کا مذاق اڑانے والے کے لیے آخرت میں جنت کا ایک دروازہ کھولا جائے گا اور اسے کہا جائے گا چلے آؤ! چلے آؤ! وہ دکھ درد میں مبتلا آئے گا جب وہ دروازے کے پاس پہونچے گا تو بند کر دیا جائے گا، پھر اس کے لیے دوسرا دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا آجاؤ! آجاؤ! وہ تکلیف اور غم کی حالت میں اس کے پاس آئے گا تو دروازہ بند کر دیا جائے گا اسی طرح ہوتا رہے گا یہاں تک کہ اس کے لیے جنت کا ایک دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا آجاؤ! لیکن وہ مایوسی کی وجہ سے نہیں آئے گا۔ (الترغیب والترہیب ج ۳، ص ۴۶۲)

مذاق اڑانے کا نتیجہ کسی شخص کی دل آزاری کی شکل میں نکلتا ہے اور حدیث پاک میں اس ایذا رسانی کی بھی مذمت کی گئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان ایذا نہ پائیں۔ (بخاری ج ۱، ص ۶، مجلس برکات)

چوں کہ کسی کی تحقیر و تذلیل میں تکبر کا عنصر شامل ہوتا ہے اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے تکبر کے تعلق سے بھی دو ایک حدیث پیش کر دی جائے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

ارشاد فرمایا وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں ایک رائی کے برابر بھی تکبر ہوگا تو ایک آدمی نے عرض کیا ایک آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو، اس کی جوتی اچھی ہو (تو کیا یہ تکبر ہے؟) اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ خوب صورت ہے اور خوب صورتی کو پسند فرماتا ہے، تکبر حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنے کا نام ہے۔ (ریاض الصالحین ص ۵۲ ۳، مجلس برکات)

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا: اے لوگو! تواضع (عاجزی وانکساری) اختیار کرو میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو خدا کی رضا حاصل کرنے کے لیے تواضع کرتا ہے خدائے تعالیٰ اسے بلند فرماتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتا ہے مگر لوگوں کی نظر میں وہ بڑا سمجھا جاتا ہے اور جو گھمنڈ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پست کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ لوگوں کی نظر میں ذلیل وخوار رہتا ہے اور اپنے تئیں اپنے آپ کو بڑا خیال کرتا ہے حالاں کہ انجام کار ایک دن لوگوں کی نگاہ میں کتّے اور سُوّر سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۴۳۴)

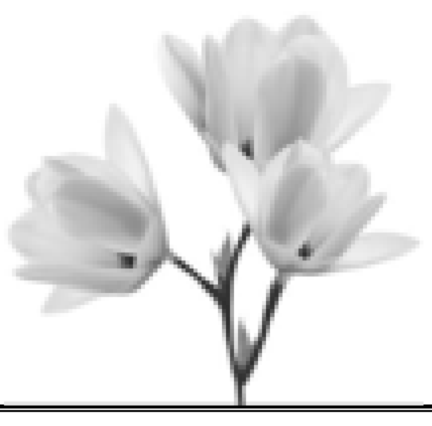

بیماری اور مصیبت سے رُستگاری

خودکشی کے عوامل میں سے بیماری اور مصیبت سے پیہم دوچار رہنا بھی ہے لمبی بیماری اور پے در پے مصیبتوں کے آنے سے انسان کے اعصاب کمزور ہو جاتے ہیں، مزاج میں چڑچڑا پن آجاتا ہے اور اگر تیماردار نہ ہوں تو اپنے آپ کو اکیلا محسوس کرتا ہے یہ گھڑی بڑی صبر آزما ہوتی ہے بہت سے لوگ اسے برداشت نہ کر کے اپنی زندگی کو ختم کر لینے میں ہی سکون اور اطمینان محسوس کرتے ہیں حالاں کہ یہ ان کی بزدلی اور پست ہمتی کی علامت ہونے کے ساتھ دین سے بے رغبتی کا نتیجہ ہے انھیں بیماری اور مصیبت پر صبر کی اہمیت اور فضیلت کا اندازہ نہیں ہے وہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے اسوۂ حسنہ سے واقف نہیں ہیں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے مکہ کی سرزمین پر کفار مکہ کی طرف سے دی جانے والی اذیتوں کا کس طرح پامردی کے ساتھ مقابلہ کیا اور صبر کے ساتھ ایمان پر ثابت قدم رہے اس پر انھیں غور کرنے کی ضرورت ہے۔

بیماریوں اور مصیبتوں پر صبر کرنے کا اجر قرآن وحدیث کی روشنی میں ملاحظہ کریں اور بیماری اور مصیبت کی وجہ سے خودکشی سے باز رہیں، بیماری اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہے اس کو بیان کرتے ہوئے صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ امجد علی اعظمی قدس سرہ اپنی تصنیف منیف بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں:

”بیماری ایک بہت بڑی نعمت ہے اس کے فائدے بے شمار ہیں اگرچہ آدمی کو بہ ظاہر اس سے تکلیف پہونچتی ہے مگر حقیقتاً اس کی بہ دولت راحت وآرام کا ایک بڑا ذخیرہ ہاتھ آتا ہے، یہ ظاہری بیماری جس کو آدمی بیماری سمجھتا ہے حقیقت میں روحانی بیماریوں کا ایک بڑا زبردست علاج ہے، حقیقی بیماری، روحانی بیماریاں ہیں جن سے ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہئے اور انہیں کو مہلک بیماری سمجھنا چاہیے“

بہت موٹی سی بات ہے جسے ہر شخص سمجھتا ہے بلکہ جانتا ہے یہ کہ کوئی کتنا ہی خدا اور رسول

سے غافل ہو مگر جب بیمار پڑ جاتا ہے تو خدا اور رسول کا نام لیتا ہے اور توبہ و استغفار کرتا ہے اور یہ تو بڑے رتبہ والوں کی شان ہے کہ تکلیف کا بھی اسی طرح استقبال کرتے ہیں جیسے راحت و آرام کا مگر ہم جیسے کم سے کم اتنا تو کریں کہ صبر و استقلال سے کام لیں اور جزع و فزع کر کے، رو پیٹ کر آتے ہوئے ثواب کو ہاتھ سے جانے نہ دیں اور اتنا تو ہر شخص جانتا ہے کہ بے صبری سے آئی ہوئی مصیبت جاتی نہیں رہے گی، پھر اس بڑے ثواب سے محرومی دوہری مصیبت ہے اس دنیا میں بھی اور عالم آخرت میں بھی۔

بہت سے نادان جن میں مرد بھی ہیں عورتیں بھی بیماری یا کسی جسمانی تکلیف میں بہت بے جا باتیں بول اٹھتے ہیں اور نازیبا حرکتیں کرنے لگتے ہیں بلکہ بعض اوقات زبان سے ایسے کلمات نکال دیتے ہیں جن سے ایمان ہی خطرے میں پڑ جاتا ہے اور اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں یہ بات کفر تک نہ پہونچ جائے بلکہ اللہ اپنی پناہ میں رکھے اللہ عزوجل کی طرف ظلم کی نسبت کر دینے میں ایسے لوگ تو بالکل ہی ''**خسر الدنیا والا خرۃ**'' کا مصداق بن جاتے ہیں، مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے پیارے اور برگزیدہ رسول کی پیاری پیاری حدیثیں دل لگا کر پوری توجہ سے سنیں انہیں یاد رکھیں اور ان پر عمل کریں اللہ عزوجل توفیق خیر عطا فرمائے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

(۱) حضرت ابوہریرہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''مسلمانوں کو جو تکلیف و ملال اور اذیت و غم پہونچتا ہے یہاں تک کہ کانٹا جو اس کو چبھتا ہے اللہ تعالیٰ ان کے سبب اس کے گناہ مٹا دیتا ہے۔'' (بخاری و مسلم)

(۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ''مسلمانوں کو جو اذیت پہونچتی ہے مرض ہو یا اس کے سوا کچھ اور اللہ تعالیٰ اس کے سبب اس کی برائیاں گرا دیتا ہے جیسے درخت سے پتے جھڑ جاتے ہیں۔'' (بخاری و مسلم)

(۳) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''بخار کو برا نہ کہو کہ وہ آدمی کی خطاؤں کو اس طرح دور کرتا ہے جیسے آگ کی بھٹی لوہے کی میل کو۔'' (بہار شریعت حصہ ۴)

مصیبت پر صبر کا اجر قرآن کی روشنی میں

مصیبت پر صبر کرنے والوں کا تذکرہ قرآن مقدس نے کئی مقام پر فرمایا ہے چناں چہ ایک جگہ ارشاد فرماتا ہے۔

وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝۱۵۵ (البقرہ)

''اور خوش خبری سنائیے ان صبر کرنے والوں کو۔''

دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۲۰۰ (آل عمران)

''اے ایمان والو! صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو اور سرحد پر اسلامی ملک کی نگہبانی کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ کامیاب ہو۔''

جو لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا اور خوش نودی حاصل کرنے کے لیے صبر کرتے ہیں ان کے بہتر اجر کا تذکرہ یوں کیا گیا:

وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝۲۲ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝۲۳ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝۲۴۔ (الرعد)

''اور وہ جنھوں نے صبر کیا اپنے رب کی رضا چاہنے کو اور نماز قائم رکھی اور ہمارے دیے سے ہماری راہ میں چھپے اور ظاہر کچھ خرچ کیا اور برائی کے بدلے بھلائی کرکے ٹالتے ہیں انھیں کے لیے پچھلے گھر کا نفع ہے بسنے کے باغ جن میں وہ داخل ہوں گے اور جو لائق ہوں ان کے باپ دادا اور بیویوں اور اولاد میں اور فرشتے ہر دروازے سے ان پر یہ کہتے آئیں گے سلامتی ہو

تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا ہی خوب ملا۔"

صبر کرنے پر بے حساب اجر کا بیان قرآن مقدس یوں کرتا ہے:

اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ⑩ (الزمر)

"صابروں ہی کو ان کا ثواب بھرپور دیا جائے گا بے گنتی۔"

صبر اور ارشادات رسول

قرآن مقدس میں صبر کرنے والوں کے اجر وثواب، صبر پر کامیابی اور ان کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے بشارت کی آیات آپ نے ملاحظہ کیں ارشادات رسول بھی صبر کی تعلیم سے خالی نہیں ہیں ذیل میں احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آئینے میں صبر کی سرمدی نعمتیں تلاش کریں۔

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد پاک ہے جب میں اپنے مومن بندے کو بلا میں ڈالوں اور وہ اس ابتلا میں میری حمد کرے تو وہ اپنی خواب گاہ سے ایسے پاک ہو کر اٹھے گا جیسے اس دن کہ جب اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے میں نے اپنے بندہ کو مقید اور مبتلا کیا اس لیے ویسا ہی عمل جاری رکھو جیسا صحت میں تھا۔ (مشکوۃ المصابیح ص ۱۳۷)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم نے فرمایا بندہ مومن کا معاملہ عجیب ہے، اس کے ہر معاملے اور ہر حال میں اس کے لیے خیر ہی خیر ہے اگر اس کو خوشی اور راحت وآرام پہونچے تو وہ اپنے رب کا شکر ادا کرتا ہے اور یہ اس کے لیے خیر ہی خیر ہے اگر اس کو کوئی دکھ اور رنج پہونچتا ہے تو وہ اس پر صبر کرتا ہے اور یہ صبر بھی اس کے لیے سراسر خیر اور موجب برکت ہے۔ (ریاض الصالحین ص ۲۴)

محمد بن خالد رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا نے کہا کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بندے کے لیے علم الٰہی میں جب کوئی مرتبہ کمال مقدر ہوتا ہے اور وہ

اپنے عمل سے اس مرتبے کو نہیں پہونچتا ہے تو خدائے تعالیٰ اس کے جسم یا مال یا اولاد پر مصیبت ڈالتا ہے پھر اس پر صبر عطا فرماتا ہے یہاں تک کہ اسے اس مرتبہ تک پہونچا دیتا ہے جو اس کے لیے علم الٰہی میں مقدر ہو چکا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص/۱۳۷)

حضرت عطا بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کیا میں تجھ کو ایک جنتی عورت دکھلاؤں؟ انھوں نے کہا ہاں کیوں نہیں، کیا یہ کالی عورت جو بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے مرگی کا عارضہ ہے، جب دورہ پڑتا ہے تو ستر کھل جاتا ہے لہذا میرے لیے دعائے شفا فرما دیں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تو صبر کرے تو تیرے لیے جنت ہے اور تو چاہے تو تیرے لیے دعا کر دوں کہ تندرست ہو جائے انہوں نے عرض کیا میں صبر کروں گی بس اتنی دعا فرما دیں کہ جب دورہ پڑے تو میری بے پردگی نہ ہو حضور نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ (بخاری شریف ج ۲ ص/ ۸۴۴)

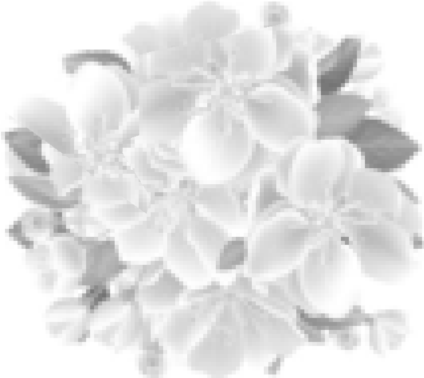

مروّجہ جہیز

لڑکی کے والدین اس کی رخصتی کے وقت جو کپڑے، برتن، پلنگ، بستر، میز، کرسی، جانماز، قرآن پاک، دینی کتابیں اور کچھ ضروری سامان دیتے ہیں یہی جہیز کہلاتا ہے اور یہ بلاشبہ صرف جائز ہی نہیں بلکہ سنت بھی ہے کیوں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحب زادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جہیز میں کچھ سامان دے کر رخصت فرمایا تھا۔

بیٹی کو جہیز میں کچھ سامان دینا یہ ماں باپ کے محبت کی علامت اور شفقت کی نشانی ہوتی ہے لیکن ایسا کرنا والدین کے لیے فرض یا واجب نہیں ہوتا ہے۔

آج کل جہیز کی جو رسم ہمارے سماج میں در آئی ہے اس کے نتائج بڑے ہلاکت خیز ہیں یہی وجہ ہے کہ غریب خاندان کے لوگوں کی بچیاں مروّجہ جہیز نہ دے پانے کی وجہ سے یا تو کنواری رہ جاتی ہیں یا اپنے والدین کی عزت کو بچانے کے لیے اپنی زندگی کو الوداع کہہ دیتی ہیں، اور ایسا بھی دیکھا جاتا ہے کہ والدین اپنی بیٹی کو بھاری اور فرمائشی جہیز نہ دے پانے کی صورت میں عار اور شرمندگی سے بچنے کی خاطر خود اپنی زندگی ختم کر لیتے ہیں۔

جہیز قرآن کی نگاہ میں

قرآن مقدس نے نیک نیتی سے نکاح کرنے والوں کے حق میں نکاح کو خوش حالی اور مال داری کا ذریعہ قرار دیا ہے ارشاد ہے:

وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآىِٕكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۲﴾ (النور)

اس کی تفسیر اس روایت سے ہوتی ہے جس کو ابن ابی حاتم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی کہ آپ نے فرمایا اللہ عزوجل نے جو تمہیں نکاح کا حکم فرمایا تم اس کی اطاعت کرو اس نے جو غنی کرنے کا وعدہ کیا ہے پورا فرمائے گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اگر وہ فقیر ہوں گے

تو اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا‘‘ (بحوالہ بہار شریعت حصہ ۷ صفحہ ۴)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو آدمی کسی عورت کے مال و منال کی لالچ میں نکاح کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی تنگ دستی اور محتاجی میں اضافہ کر دے گا مگر افسوس صد افسوس! آج کل راتوں رات کروڑ پتی بننے کی ہوس نے انسان کو اندھا کر دیا ہے اور اس ہوس کا اثر جہیز کی صورت میں دیکھا جا سکتا ہے، لڑکے والے امیر ہونے کی غرض سے ایسی لڑکی کو اپنی بہو بنانا صرف پسند ہی نہیں کرتے بلکہ ترجیح دیتے ہیں جو بینک بیلنس، گاڑی اور جہیز کی شکل میں قیمتی اشیاء ساتھ لائے جب کہ یہ سوچ اسلام کی روح کے منافی ہے قرآن مقدس ایسے ہوس پرستوں کو آگاہ کرتا ہے:

اَلۡهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ① حَتّٰى زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ ② (سورۂ تکاثر)

’’تمہیں کثرت مال کی ہوس نے (آخرت سے) غافل کر دیا یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہونچے۔‘‘

جہیز کی ایک صورت یہ ہے کہ لڑکے کے گھر والے لڑکی کے گھر والوں سے نکاح کے عوض میں بہت سارے مال و متاع کا مطالبہ تو کرتے ہی ہیں ساتھ ہی نقد کی شکل میں بھاری رقم لیتے ہیں، اس میں امیر خاندان کے لوگ زیادہ ملوث ہوتے ہیں کیوں کہ ان کے یہاں مال و اسباب کی فراوانی ہوتی ہے اس لیے وہ اپنی بیٹی اور داماد کی محبت میں کم، نام و نمود کی خاطر زیادہ، اسراف اور فضول خرچی سے کام لیتے ہیں جب کہ مذہب اسلام اس کی سخت مخالفت کرتا ہے، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ’’وہ نکاح زیادہ بابرکت ہے جس میں اخراجات کم سے کم ہوں‘‘ اور آپ کا یہ ارشاد قرآن مقدس کی اس آیت طیبہ

وَلَا تُبَذِّرۡ تَبۡذِيۡرًا ㉖ اِنَّ الۡمُبَذِّرِيۡنَ كَانُوۡۤا اِخۡوَانَ الشَّيٰطِيۡنِ ㉗ (سورۂ بنی اسرائیل)

کی واضح تفسیر ہے۔

’’اے لوگو! فضول خرچی اور بے جا اسراف نہ کرو اس لیے کہ فضول خرچ شیطان کے بھائی ہیں۔‘‘

اسلام دین فطرت ہے اس لیے افراط اور تفریط دونوں سے پاک ہے اور اپنے

پیروکاروں کو ہمیشہ اسراف سے دوری اور اعتدال کی ترغیب دیتا ہے ارشاد باری ہے:

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿٦٧﴾ (سورۂ فرقان)

”اور (یہ) وہ لوگ ہیں کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بے جا اڑاتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں ان کا خرچ کرنا ان دونوں حدوں (کمی اور زیادتی) کے درمیان ہوتا ہے۔“

جہیز کی شرعی حیثیت

مروجہ جہیز بنیادی طور پر ایک معاشرتی رسم ہے جو غیر مسلموں کے یہاں پیدا ہوئی اور مسلمانوں میں جڑ پکڑ لیا، اگر شرعی اعتبار سے نکاح اور اس کے مبادیات کا جائزہ لیا جائے تو یہ چیز بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ نکاح میں بہ طور جہیز لڑکی اور لڑکے پر کوئی چیز واجب نہیں ہوتی ہے اس لیے طرفین میں سے اگر کوئی کسی چیز کا مطالبہ کرتا ہے تو اس کا یہ مطالبہ حرام ہے اور اس مطالبے کے نتیجے میں جو مال حاصل ہوگا سب حرام کہلائے گا اس لیے کہ یہ رشوت ہے اور رشوت پر قبضہ کرنے سے بھی ملکیت ثابت نہیں ہوتی، اور رشوت لینا اور دینا دونوں حرام ہے حدیث پاک میں ”**الراشی والمرتشی کلاھما فی النار**“ رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں جہنمی ہیں۔

لڑکی یا اس کے اولیاء سے جہیز کا مطالبہ کرنا ناجائز اور گناہ ہے ابن حزم اندلسی اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں:

ولا یجوز ان تجبر المرأة علىٰ ان یتجھز الیه بشیٔ اصلا. لا من صداقھا الذی اصدقھا ولا من غیرہ من سائر مالھا والصداق کله لھا تفعل فیه کله ماشاءت لا اذن للزوج ذالك ولا اعتراض وھو اعتراض وھو قول ابی حنیفة والشافعی وابی سلیمان وغیرھم (المحلیٰ لابن حزم الاندلسی ج ۹ ص ۱۰۸ دار الکتب العلمیہ بیروت)

”عورت کو اس بات پر مجبور کرنا جائز نہیں ہے کہ وہ شوہر کے پاس کچھ چیزیں بہ طور جہیز لائے نہ ہی اس مہر کی رقم سے جو شوہر نے اسے دی ہے نہ ہی اس کے دوسرے اموال سے، کل

مہر اس کی ملکیت ہے اس میں جو چاہے کرے شوہر کو اس میں کسی قسم کا دخل دینے کا حق نہیں ہے یہ قول امام اعظم ابو حنیفہ، امام شافعی اور ابو سلیمان رضی اللہ عنہم اجمعین کا ہے۔''

جہیز کے نقصانات

بیٹی کو جہیز دینے کا دُھن جب باپ کے دماغ پر سوار ہوتا ہے تو وہ مال کے حصول میں جائز اور ناجائز اسباب و وسائل کا لحاظ نہیں کرتا بلکہ داماد اور اس کے گھر اور سماج کی نگاہوں میں سرخ روئی کی خاطر دھوکہ، خیانت اور رشوت جیسے بڑے امور کا ارتکاب بھی کر بیٹھتا ہے اور اگر کوئی بہت ہی غیرت مند اور باضمیر اپنی حلال کمائی سے جہیز نہیں دے سکتا تو قرض کے جال میں ضرور پھنس جاتا ہے۔

مروّجہ جہیز کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ غریب اور متوسط خاندانوں کو جہیز کے انتظام و انصرام کے لیے لمبا وقت درکار ہوتا ہے جس کی وجہ سے بچیوں کی وقت پر شادی ہونے میں تاخیر ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے معاشرے میں بے راہ روی بڑھتی ہے اور بچیوں کے کٹنے، مرنے، جلنے اور خودکشی کے واقعات رونما ہوتے ہیں اور آج کل طلاق کی کثرت میں بھی جہیز کا عمل دخل زیادہ ہے۔

مروّجہ جہیز کی وجہ سے غربت و افلاس میں ڈوبے ہوئے مسلمان احساس کم تری کا شکار ہو جاتے ہیں کیوں کہ وہ اپنی بیٹیوں کو اتنا کچھ نہیں دے پاتے جتنا مالدار لوگ دیتے ہیں اس لیے ان کی بیٹیوں کا رشتہ لینے کے لیے کوئی جلدی تیار نہیں ہوتا ہے۔

جہیز کی ایک سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ اکثر لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ بیٹی کو جہیز دے کر وراثت کے حق سے سبکدوش کر دیا جو کہ سراسر غلط ہے۔ جہیز ایک ہدیہ ہے اور وراثت ایک حق ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بیٹی کو عطا کیا ہے جس کا تعلق مرنے کے بعد متروکہ جائداد سے ہوتا ہے اور یہ ایک حق شرع ہے جس کو کوئی باطل نہیں کرسکتا۔

جہیز کے خاتمہ کے لیے کچھ تجاویز

معاشرے کو جہیز سے پاک کرنے کے لیے کچھ تجویزیں پیش کی جاتی ہیں جن پر عمل کرنے سے جہیز کی لعنت کو ختم کیا جا سکتا ہے۔

☞ معاشرے کا ہر فرد انفرادی طور پر یہ عہد کرے کہ نہ تو ہم جہیز لیں گے اور نہ ہی دیں گے اور نہ ہی ایسی شادیوں میں شرکت کریں گے جن میں جہیز کا جبری مطالبہ ہو، یا جہیز نہ ملنے پر لڑکے والوں کو ایسا رنج ہوگا جس سے ازدواجی زندگی میں یا میاں بیوی کے گھر والوں میں کشیدگی ہوگی خواہ وہ ہمارے کتنے ہی قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہوں۔

☞ علمائے کرام اور خطبائے عظام مسجدوں اور جلسوں میں جہیز کے خلاف سنجیدگی کے ساتھ تقریر کے ذریعہ لوگوں کو اس کے مفاسد بتائیں اور انہیں بغیر جہیز کی شادی پر ابھاریں۔

☞ اساتذۂ کرام مدرسوں، اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں طلبہ کے سامنے جہیز کی قباحتوں کو دلائل سے ثابت کریں اور انہیں یہ باور کرائیں کہ یہ ایسی سماجی لعنت ہے جو اسلامی اصولوں کے خلاف ہونے کے علاوہ ہمارے سماج کی مادی خوش حالی میں بھی بہت بڑی رکاوٹ ہے اور بغیر جہیز کی شادی کے لیے ان کی ذہن سازی کریں۔

☞ مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے وزراء اور اراکین سے مل کر یہ گذارش کی جائے کہ وہ جہیز پر حکومتی سطح سے پابندی کے لیے مزید سخت قانون بنوائیں اور اس قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لیے عبرت ناک سزا مقرر کی جائے۔

☞ ٹی وی، ریڈیو، اخبار و رسائل، انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا پر جہیز کے خلاف زوردار تحریک چلائی جائے۔

☞ مال دار طبقے کو بغیر جہیز کی شادی کا فلسفہ سمجھایا جائے اور انہیں اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ وہ اپنے بچے اور بچیوں کی شادی میں جہیز کے لین دین سے دور رہیں تاکہ غریبوں پر اس کا برا اثر نہ پڑے۔

"نشہ خوری اسباب و تدارک" کا

منظوم اجمالی خاکہ

از

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اللہ کے غضب کا ہے سامان نشہ خوری
کیسے کرے گا کوئی مسلمان نشہ خوری

اسباب اور اس کا تدارک ہے ماحصل
منظوم ہر سطر کا ہے مضمون نشہ خوری

حالات سے مصالحت کرتا ہے آدمی
[illegible] کی ہے پہچان نشہ خوری

[illegible]
اسباب [illegible] نشہ خوری

[illegible]
ایمان و جان کا ہے نقصان نشہ خوری

[illegible]
ہوتا ہے کون جو کرے نادان نشہ خوری

اسلام کے خلاف سراسر ہے یہ عمل
[illegible] ہے شیطان نشہ خوری

کرتا ہے نشہ خوری [illegible] کے خلاف
[illegible] کا سامان نشہ خوری

[illegible] کی یہ عرض
[illegible] کوئی انسان نشہ خوری

Published by:
Qadri Kitab Ghar
Super Market, Town Club - Basti